غزل

از جناب عرشی رام پوری

مزاجِ فطرت مری نظر ہے دماغ رکھتا ہوں شاعرانہ
حریمِ عشرت میں چھیڑتا ہوں غموں میں ڈوبا ہوا ترانہ

مرا بگاڑیں گے کیا حوادث مرے عزائم ہیں فاتحانہ
بدل سکے گا نہ کوئی مجھ کو بدل ہی جائے گا خود زمانہ

خلش محبت کی رنگ لائی بہ رنگِ اسرارِ غائبانہ
سنوارتے ہیں وہ زلفِ برہم سنور رہا ہے مرا فسانہ

بلا کی ناوک فگن ہے اُس کی نگاہِ سرمست و ساحرانہ
جو سر اُٹھا دے کہیں یہ ظالم نہ جانے ہو جائے کیا زمانہ

اثر بھی کروٹ بدل رہا ہے کچھ ایسا دلدوز ہے فسانہ
سنبھل نظامِ جفائے پیہم نہیں ہے اب ہوش میں زمانہ

یہ میری لُوٹی ہوئی کہانی یہ میرا اُجڑا ہوا فسانہ
نہ سُن سکے گی اِسے مشیّت نہ سُن سکے گا اسے زمانہ

ہزارہا بندشیں ہیں لیکن نہ رُک سکے گا یہ عزمِ کامل
تڑپ کے پہونچے گا دیکھ لینا قفس میں اک روز آشیانہ

مرا ارادہ ہے وہ ارادہ کہ موت بھی زندگی ہے جس کی
جہاں پہ یورش ہے بجلیوں کی وہیں بناؤں گا آشیانہ

لرز رہا ہوں کہ کھو نہ بیٹھوں کہیں میں راہِ وفا کی منزل
فریب خوردہ ہے میری ہستی مری طبیعت ہے عاشقانہ

جب اُن کے ناز و ادا کے تیور مچل رہے ہیں بگڑ رہے ہیں
شکار ہو کیوں نہ اب تمنّا بنے نہ کیوں آرزو نشانہ

پیام بخشِ سکونِ خاطر نویدِ دُنیائے حرفِ آخر
مری کہانی ہے وہ کہانی مرا فسانہ ہے وہ فسانہ

تلاش کی منزلوں میں گم ہوں مگر قدم ہیں کہ بڑھ رہے ہیں
جبیں تو رکھتی ہے شوقِ سجدہ نظر سے غائب ہے آستانہ

مصوّرِ جذبۂ حقیقت نہیں ہے اصغر[1] سا کوئی عرشی
بنا گیا ہے جو لوحِ دل پر خود اپنی تصویر جاودانہ

(۱) حضرت اصغر گونڈوی مرحوم